سونا، چاندی سے متعلق جدید مسائل کا شرعی حل

فقہ المعاملات:

مولانا مفتی ابو الحسن عظمت اللہ بنوی

مسئول دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

ورئیس دار الافتاء، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ جامعہ عظمۃ المدارس العربیہ بنوں سٹی

سُناروں کی طرف سے سوالنامہ:

زکوۃ ادا کرنے کا مسئلہ:

عام آدمی (جو سُنار کے علاوہ ہو) جس کے گھر میں سونا ہو اور وہ زکوۃ ادا کرتا ہے۔ یہ مسئلہ ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے (جلد سوم ص ۳۷۴) میں کچھ یوں آیا ہے۔

سوال: واجب زکوۃ سونے کی قیمت پر کیسے لگائی جائے؟ آیا بازار کی موجودہ قیمتِ فروخت (جس پر سُنار بیچتے ہیں) یا وہ قیمت لگائی جائے جو اگر ہم بیچنا چاہیں تو ملے (جو سُنار ادا کریں)؟

جواب: جس قیمت پر زیور فروخت ہو سکتا ہے۔ اتنی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔

اب مسئلہ یہ معلوم ہو گیا کہ عام آدمی تو جب زکوۃ کا حساب کرے تو زیور کی قیمت فروخت پر حساب کرے گا۔

لیکن اب مسئلہ سُنار کے زکوۃ ادا کرنے کا ہے۔ کہ مثلاً سُنار کے پاس دس/۱۰ تولے سونا (زیورات) ہے۔ جو کہ بیچنے کے لیے تیار پڑا ہے۔ جب زکوۃ ادا کرنے کا دن آیا۔ تو زکوۃ کا حساب کرنا پڑے گا۔

اب چاہیے تو یہ۔ کہ زیورات میں جتنا ٹانکہ اور پونٹ یا صرف پونٹ ہے۔ اس کے علاوہ خالص سونے کا حساب لگایا جائے۔ جس طرح کہ عام آدمی کے لیے زرگر زیور کی قیمت معلوم کرنے کے لیے حساب کرتا ہے۔ (یعنی پونٹ وٹانکے کے علاوہ) تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اس نے خالص سونے کی زکوۃ نکالی۔

لیکن سُنار کے لیے زیورات کی زکوۃ نکالنے میں آپ سے جو بات ٹیلیفون پر ہوئی۔ تو آپ نے کہا تھا کہ آپ لوگ جو تیار مال (زیورات) جو دُکان میں پڑے ہیں۔ جس طرح گاہک پر فروخت کرتے ہیں۔ یعنی جس میں آپ کی مزدوری وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے۔ سب جمع کر کے حساب لگائیں۔ اور جتنی رقم اب ہوئی اس کی زکوۃ ادا کرے۔

اب ہمارے ذہنوں میں ایک اشکال آتا ہے کہ اگر ہم مثلاً ۲۰۰۹ء میں زکوۃ کا حساب لگائے۔ اور زیورات میں مزدوری وغیرہ بھی جمع کر لے۔ تو مزدوری (منافع) تو ہمیں ۲۰۱۰ء میں ملا۔ اب ہم نے ۲۰۱۰ء میں جو زکوۃ ادا کی۔ اس میں بھی یہ مزدوری (منافع) آ گیا۔ تو پھر ہم نے منافع ایک مرتبہ لیا۔ اور زکوۃ اس میں دو/۲ مرتبہ ادا کی۔

دوسرا اشکال ہمارے ذہنوں میں یہ ہے کہ عام آدمی کے لیے تو پونٹ اور ٹانکہ کے بغیر زکوۃ ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور ہمیں یہ بھی سونا کے حساب شمار ہوتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم بھی زیورات کے زکوۃ کا حساب پونٹ کے بغیر کرتے۔ کیونکہ اس پونٹ کا رسید میں گاہک کو بھی کاٹ دیتے ہیں۔

مہربانی کر کے ہمارے ذہنوں سے ان اشکالات کو دور کر کے صحیح مسئلہ کی طرف رہنمائی کی جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ پوچھنا تھا۔ کہ ہمارے (سُناروں) کے گھروں میں بھی زیورات استعمال کے لیے ہوتے ہیں۔ ہم ان زیورات کے لیے زکوۃ کا حساب کیسے کرے۔ چونکہ وہ ہم نے تجارت کے لیے بھی نہیں رکھے ہوتے۔ لہٰذا ہم ان سے پونٹ اور ٹانکہ نکالے یا نہیں۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ:

سونا ہو چاہے چاندی دونوں میں زکوۃ ادا کرتے وقت قیمت فروخت کا اعتبار ہے سال مکمل ہونے یا جس دن زکوۃ نکالی جاوے۔ اس دن دوکاندار جس قیمت پر سونا فروخت کرتے ہیں۔ اس قیمت کو لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردی جائے گی۔ اور اگر اصل سونا ہی زکوۃ میں ادا کرنا ہے تو جتنا سونا فی الحال موجود ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دیا جائے گا۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

" وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء قال المحقق وفى المحيط ويعتبر يوم الاداء بالاجماع وهو الاصح .... فاعتبار يوم الاداء يكون متفقا عليه عنده وعند هما " .

(جلد۲/۲۸۶ م سعید کراچی) .

اوربدائع الصنائع میں ہے:

" لان الواجب الاصلى عندهما هوربع عشر العين ، وانما له ولا ية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتها يو الاداء والصحيح ان مذهب جميع اصحابنا " . (جلد ۲ ، ص ۲۲/ م سعید) .

حاشيه الاحكام لابى الخلاص الشر بنلالى میں ہے:

" والخلا ف فى زكاة المال ، فيعتبر القيمة وقت الا داء فى زكاة المال على قولهما وهو الاظهر وقال ابو حنيفةؒ يوم الوجوب كما فى البرهانى غنية ذوى الاحكام " . (جلد ۱ ، ص ۱۸۱) .

وفى البرهان شرح مواهب الرحمن (مخطوطة):

" واعتبار هما يوم الاداء اذا الاصل هوا اداء جزاً من النصاب وللمز كى حق النقل الى القيمة فيعتبر يوم النقل وهو وقت الاداء الخ .... (جلد اوّل صفحه ۵۰۷) .

باقی حضرت لدھیانویؒ کی عبارت سے جو شبہ پیدا ہوا ہے وہ دُرست نہیں کیونکہ حضرت لدھیانویؒ کی عبارت کا خلاصہ بھی یہی

ہے جو ملحق صفحہ پر حوالوں سمیت ذکر کر دیا گیا۔

" کہ سونا چاندی کی زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے " ۔

اور یہ قیمتِ فروخت مارکیٹ کی قیمتِ فروخت معتبر ہے یعنی یوں کہہ لیں کہ دوکاندار جس قیمت پر فروخت کریگا اسی حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ تو یہ شبہ کہ دوکاندار کی زکوٰۃ کا طریقہ کار یعنی قیمتِ فروخت جدا ہوگا اور عام آدمی کا جدا یہ باقی نہ رہا بلکہ دونوں کے لیے بازاری نرخ کے مطابق قیمتِ فروخت معتبر ہوگی۔

اس کی مزید وضاحت فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں مفتی عزیز الرحمٰن سے ایک سوال کے جواب میں ملتی ہے:

چنانچہ ان سے یہی مسئلہ دریافت کیا گیا ہے:

سوال: " زید کے گھر میں کچھ سونے کا زیور ہے جس کا مالک زید ہے۔ سونے کا نرخ ڈلی کا تو اور ہے اور بازار میں زیور کا نرخ گراں۔ اور اگر اچھا زیور بیچنے جاوے تو بھی یقیناً ایک ثلث کم بازار سے بکتا ہے تو آیا کس نرخ کے حساب سے وہ زکوٰۃ دیوے " ۔

کیونکہ بازار والوں کا دینے کا نرخ اور ہے اور لینے کا آور۔ اگر فقراء کو سونا زکوٰۃ میں دیا جاوے تو فقراء کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ بازار والے ان سے کم قیمت کو خریدتے ہیں ۔

جواب: " جو نرخ بازار میں ایسے سونے کا ہے یعنی جس قیمت کو دوکاندار فروخت کرتے ہیں وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دیوے اور اگر سونا ہی زکوٰۃ میں دیوے تو سونے موجودہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیوے یہ بھی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اگرچہ کسی قیمت کو فروخت کر دے " ۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۶، ص ۹۵/سعید کراچی) ۔

بحر الرائق میں ہے :

" وجاز دفع القیمة فی زکوٰة...... الخ وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الا داء...... الخ ویقوم فی البلد الذی المال فیه ایضاً باب زکاة الغنم " . (ص ۳، جلد ۲ / ۲۸۵) .

" والا زم فی مضروب کل منهما ...... الخ ربع عشر " . (جلد ۲ ، ص ۴۱)

(بحواله دار العلوم دیوبند ج ۶ ، ص ۹۵) ، (ج ۶ ، ص ۹۷) .

" اور زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا " میں بھی اسی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے:

" اگر کوئی شخص سونا یا چاندی لیکر دکان پر جائے تو اس کو آدھی قیمت کے حساب سے خریدتے ہیں اور اگر سونا چاندی لینے جائے تو اصل بھاؤ میں دیتے ہیں تو اب کس قیمت کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہیے ؟

" اگر زکوٰۃ میں سونا یا چاندی کی بجائے اس کی قیمت سے زکوٰۃ ادا کی جارہی ہے تو بازار کے اصل بھاؤ کے حساب سے

قیمت لگا کر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کردے۔ (کیونکہ اس میں مستحقین زکوٰۃ کا فائدہ ہے)۔ (ص ۲۳۴، مکتبہ العمار کراچی)۔

" بحوالہ ولان فی التکمیل باعتبار التقویم ضرب احتیاط فی باب العبادة ونظراً للفقراء فکان اولی ثم عند ابی حنیفہ یعتبر فی التقویم منفعة الفقراء کماھوا اھلہ " .

(بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ص ۲۰) .

وھکذا فی کفایت المفتی (ج ۴ ، ص ۳۰۱ مکتبہ ایچ ایم سعید) .

وایضاًفی فتاوی رحیمیہ مکتبہ دار الاشاعت .

اور مولانا مفتی عبدالواحد صاحب نے بھی اسی طرح لکھا ہے: تفصیل ملاحظہ ہو:

(سونا چاندی اور ان کے زیورات کے اسلامی احکام مکتبہ زم زم ص ۴۷)۔

لہٰذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ دوکاندار اور عام آدمی جب زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو بازاری نرخ کے اعتبار سے حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کردی جاوے گی۔

اب یہاں یہ اشکال درست نہ رہا کہ عام آدمی جب زیور فروخت کرتا ہے تو کٹوتی کر کے جو قیمت ملتی ہے اس کو اسی حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہے اور دوکاندار جب فروخت کرتا ہے تو کٹوتی کے بغیر قیمت ملتی ہے تو اس کو اُس حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔ اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔ لہٰذا دونوں کے لیے قیمتِ فروخت بازاری نرخ کے مطابق ہوگی۔ تاہم نگینے اور اجرت کے مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اس کو ذیل میں ملاحظہ کریں۔

زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی میں نگینہ، موتی اور اجرت شامل ہوگی یا نہیں؟

ظاہر ہے کہ زیورات بنانے یا بنوانے پر مزدوری ضرور آئے گی۔ اور اس میں موتی و نگینہ وغیرہ لگائے جائینگے۔ تو اس مسئلہ میں عام آدمی کے لیے تفصیل یہ ہے کہ صرف سونے کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ موتی، نگینہ وغیرہ کی قیمت اور اجرت شمار نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ فقہائے کرام نے سونا چاندی میں اصل وزن کا اعتبار کیا ہے۔ (بحوالہ فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۶ ، ص ۸۹).

مولانا مفتی انعام الحق صاحب لکھتے ہیں:

" اگر سونے کے زیورات میں موتی اور نگینہ بھی ہے تو صرف سونے کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ موتی اور نگینے پر زکوٰۃ واجب نہیں اور زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائے گی " ۔ (ص ۲۴۶ زکاۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا) ۔

وھکذا فی فتاوی مفتی محمد رشید احمدؒ . (ج ۴ ص ۲۸ مکتبہ ایچ ایم سعید) .

لہٰذا زیورات کی صورت میں صرف سونے کا قیمت لگا کر زکاۃ ادا کی جائے البتہ دوکاندار موتی، نگینے اور اجرت کا علیحدہ سے قیمت لگا کر موتی، نگینے اور اجرت پر بھی زکاۃ ادا کریگا کیونکہ یہ چیزیں وہ تجارت کے لیے خرید رہا ہے۔ عام آدمی پر موتی، نگینہ

اوراجرت کازکاۃ نہیں۔اوردوکانداروں کا یہ اشکال درست نہیں کہ مزدوری کی قیمت زکاۃ میں دومرتبہ دینی ہوگی۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگردوکاندار نے کسی دوسرے سے زیور تیار کروایا ہے اور مزدوری کی قیمت بھی ادا کرچکا ہے تو جب تک یہ زیورات دوکاندار کے پاس پڑی رہے اور زکوٰۃ کی تاریخ آئے تو مزدوری بمیت زیورات پرزکاۃ ادا کرنی ہوگی۔اوراگراُس نے مزدوری کی قیمت ادانہیں کی اور زکوۃ کی تاریخ آگئی تواجرت کی قیمت منہا کرکے زکوۃ ادا کریگا۔

درمختار میں ہے:

" لا نها لازكوة فى لـلآ لـى والـجواهروان ساوت الفاً اتفاقاً الا ان تكون للتجارة ......الخ .

(ج ۲ ، ۱۸).

اور الجوهرة النيره میں ہے:

" واما اليـواقيـت والـلآلـى والـجواهر فلا زكوٰة فيها وان كانت حليا الا ان تكون للتجارة " .

(ج ۱ ، ص ۱۵۱) .

اور فتاویٰ هنديه میں ہے:

" واما اليواقيت واللآلى والجواهر فلا زكوٰة فيها وان كانت حليا الا ان تكون للتجارة " .

(الفتاویٰ الهنديه ج ۱ ، ص ۱۸۰ كتاب الذكوٰة) .

سُناروں کے گھروں میں بطورِاستعمال جوزیورات ہوتے ہیں تواس میں بھی وہی تفصیل جوعام آدمی کے بارے میں گذرا۔

والله اعلم بالصواب .

المجيب:

عظمت الله بنوی

دارالافتاء واداره تحقيقاتِ اسلامیه

جامعه عظمة المدارس العربيه بنوں سٹی

واضح ہوکہ مذکورہ بالا مسائل ممی پاکستان کے دیگر دارالافتاؤں کے مفتیانِ کرام نے اتفاق کیا ہے۔جس کے دستخط وسائن درجہ ذیل ہے۔

الجواب الصحيح

محمد اختر جان غفرله

شيخ الحديث جامعه المركز الاسلامی پاکستان بنوں

لقد اصاب المفتی فیما اجاب
خادم اسلاف عبدالرؤف
رئیس مفتی وشیخ الحدیث جامعہ معراج العلوم بنوں

الجواب الصحیح
مفتی محمد وسیم
رئیس مفتی وشیخ الحدیث جامعہ نظام العلوم بنوں

الجواب الصحیح
مولانا فتح القدیر
استاد حدیث جامعہ نظام العلوم

الجواب الصحیح
محمد اقبال حسین صابری
دار الافتاء والارشاد جامعہ فاطمۃ الزہراء راولپنڈی

الجواب الصحیح
مفتی ظفریاب
مدرس جامعہ نظام العلوم

الجواب الصحیح
مولانا شمس الحق عفی عنہ
مدرس جامعہ نظام العلوم

الجواب الصحیح
مفتی خان زمان
جامعہ مرکز تنویر القرآن سرائے نورنگ

الجواب الصحیح
مفتی محمد عبداللہ
استاد الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ غوریوالہ

الجواب الصحیح
بندہ عبدالصمد شاہ
ناظم تعلیمات جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

سوالنامہ بابت سونا، چاندی کی خرید وفروخت:

مثلاً نرخ: 25000 ہزار	رتی	ماشہ	تولہ
گاہک کو دیا زیور وزن:	0	0	1
ملاوٹ پوئنٹ کاٹ:	0	1	0
صافی سونا:	0	11	0
جمع پالش:	6	0	0
	6	11	0

پالش کے ساتھ سونے کی قیمت: 24480

مزدوری: 300 کل رقم: 24780

سوال (الف)......ہمیں جب گاہک آرڈر دیتا ہے۔تو ہم سے پہلے نرخ کا معلوم کرتا ہےاور ہم اسے خالص سونے کا نرخ بتاتے ہیں۔پھر ہم حساب مذکورہ بالا طریقے پر کرتے ہیں۔کیا اس مذکورہ طریقے پر حساب لگانا صحیح ہے یا نہیں۔

ہم آپ کو اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہم نرخ تو خالص سونے کا بتاتے ہیں۔اور گاہک کو زیور بمع پونٹ (ملاوٹ) کے دیتے ہیں۔اس لئے ہم گاہک کو رسید میں 1 ماشہ کے حساب سے پونٹ کاٹ تو دے دیتے ہیں اور خالص سونا 11 ماشہ رہ جاتا ہے لیکن بعد میں ہم اُجرت کے طور پر 6 رتی پالش لگاتے ہیں۔

اب ہم نے گاہک کو زیور ایک تولہ بمع پونٹ (ملاوٹ) کے دیا۔اور اس میں خالص سونا 11 ماشہ ہوا۔اور 6 رتی پالش لگائی۔اب گاہک سے ہم 11 ماشہ 6 رتی یعنی 2 رتی کم تولہ کی قیمت لیتے ہیں۔

کیا یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز اگر جائز نہیں تو صحیح طریقے کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

سوال (ب)......یہ پونٹ یعنی (ملاوٹ) جو ہم ڈالتے ہیں اس کے بغیر یہ زیور بنتا نہیں اس وجہ سے یہ ملاوٹ ہم ڈالتے ہیں۔اور رسید میں اس پونٹ کو کاٹ دیتے ہیں۔

بعد میں ہم 6 رتی فی تولہ کے حساب سے پالش لگاتے ہیں۔اس زیور پر تقریباً ہم سے 200 سے لیکر 500 تک خرچہ ہوتا ہے۔اس وجہ سے زرگر حضرات نے پالش کا طریقہ کار اختیار کیا۔اور اس 6 رتی کا جو کہ ہم پالش لگاتے ہیں۔اس کی قیمت 1560 روپے آتی ہے جبکہ ہم سے خرچہ تقریباً 200 تا 500 یا 700 روپے ہوا ہے۔تو تقریباً 1000 روپے ہمیں پالش میں نفع ہوا۔اور 300 روپے مزدوری کا نفع ہوا۔اس طرح ٹوٹل نفع 1300 روپے ہوا۔اور اسی 1300 روپے میں ہمیں وارہ بھی کرتا ہے۔ صرف مزدوری (300) روپے میں ہمیں وارہ نہیں کرتا۔اور گاہک نہ پالش کو جانتا ہےاور نہ پالش کے منافع کو۔لہٰذا عرض یہ کرنی ہے کہ اس طریقہ کا شرع میں کوئی جواز ہے یا نہیں۔اور اگر جواز نہیں تو برائے مہربانی صحیح طریقہ کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

نوٹ: ایک طریقہ تو یہ کہ ہم 11 ماشہ سونا کی قیمت لے اور 1500 روپے فی تولہ کے حساب سے مزدوری لے۔لیکن یہ ہمارے بنوں کے مارکیٹ میں رائج نہیں۔لہٰذا گاہک اس 1500 روپے مزدوری پر کبھی بھی راضی نہیں ہوتا۔کیونکہ سارے مارکیٹ میں پالش کا طریقہ رائج ہے بمع 300 روپے مزدوری کے۔

اس لئے ہم بھی پالش والا طریقہ چلاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 2:...... میں نے گاہک کو 1 تولہ زیور بمع پونٹ دیا تھا۔جب گاہک ہم پر یہ زیور فروخت کرتا ہے۔تو ہم سے پہلے نرخ کا معلوم کرتا ہے۔ہم اسے نرخ مثلاً 24500 ماشہ تولہ کٹ کے حساب سے بتاتے ہیں۔اور جب ہم زیور کا حساب لگاتے ہیں تو کچھ یوں لگاتے ہیں۔

مثلاً:

	رتی	ماشہ	تولہ
زیور وزن:	0	0	1
پوئنٹ کاٹ:	0	1	0
صافی:	0	11	0

نرخ: 24500 ماشہ تولہ کٹ کے حساب سے

2040 روپے ماشہ کی قیمت منفی کی

22460 صافی نرخ ہوگیا۔

اور ہم گاہک کو کہتے ہیں کہ 22460 روپے کے حساب سے آپ کا رقم ہوا 20590 روپے۔

کتاب (”سونا چاندی اور اُن کے زیورات کے اسلامی احکام“ ، مصنف ڈاکٹر مفتی عبدالواحد جامعہ مدنیہ لاہور) تو یہ لکھتا ہے کہ آپ گاہک کو کل قیمت بتادیں۔ لیکن گاہک ہم سے مکمل تفصیل کا مطالبہ کرتا ہے۔ کہ کتنے پر خریدا۔ کتنا وزن ہوا، کتنا کاٹ دیا۔ اس کا تفصیل کے بعد ہم مکمل قیمت بھی بتادیتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے ماشہ تولہ کاٹ کے حساب سے قیمت نہیں لگائی۔ بلکہ ہم نے صافی نرخ 22460 کے حساب سے آپ کے زیور کی قیمت لگائی ہے۔ اور آپ کے زیور کا 11 ماشہ کی قیمت یعنی پوئنٹ کے بغیر 20590 روپے ہوئی۔ لہٰذا عرض یہ کرنی ہے کہ یہ طریقہ بھی جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز نہ ہو تو برائے مہربانی جائز طریقے کی طرف رہنمائی فرمائیں۔

یہ طریقہ جو ہم نے لکھا ہے اس پر تو ہم حساب کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں دوسرے زرگر کچھ اس طرح سے حساب کرتے ہیں۔ اور یہ طریقہ ہمارے مارکیٹ میں بھی رائج ہے۔

	رتی	ماشہ	تولہ
زیور وزن:	0	0	1
پوئنٹ کاٹ:	0	1	0
	0	11	0
ٹانکہ کا ماشہ تولہ کاٹ:	0	1	0
صافی:	0	10	0

نرخ: 24500

24500 کے نرخ کے حساب سے 10 ماشہ کی قیمت 20420 روپے ہوئی۔ یہ طریقہ شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔

مسئلہ نمبر3:...... آج کے دور میں پنجاب سے تاجر لوگ بنوں میں تیار سامان فروخت کے لیے لاتے ہیں۔اور یہ زیورات اکثر ڈیڑھ ماشہ ملاوٹ کے ہوتے ہیں۔یعنی 12 رتی ملاوٹ کے ہوتے ہیں۔اور یہ زیورات ہم پر اس طرح کے حساب سے فروخت کرتے ہیں۔

	رتی	ماشہ	تولہ
زیوروزن:	0	0	1
کاٹ:	7	0	0
	1	11	0
	رتی	ماشہ	تولہ

اوراس وزن کے برابر یعنی 1 11 0 کے برابر ہم سے سونا یا اس کی قیمت مانگتے ہیں۔اور اکثر ہم سونا دیتے ہیں۔در اصل اس میں ملاوٹ ڈیڑھ ماشہ ہوتا ہے۔اور وہ ہم سے اس میں 5 رتی منافع لیتا ہے۔اور یہ تاجر حضرات جو ہم پر زیور فروخت کرتے ہیں۔ان زیورات کا اصل ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس زیور میں ملاوٹ ڈیڑھ ماشہ یعنی 12 رتی ہے۔ اور ہم کو 7 رتی کاٹ کے حساب سے ملتا ہے اور وہ ہم سے 5 رتی نفع لیتا ہے لیکن یہ زیور بنوں میں تیار نہیں ہوتے اور بنوں میں اس کی پسند بھی بہت زیادہ ہے۔اس وجہ سے ہم یہ مال تیار لیتے ہیں۔

جب ہم پھر گاہک پر یہ زیور فروخت کرتے ہیں تو ہم اس طرح حساب کرتے ہیں۔

	رتی	ماشہ	تولہ
زیوروزن:	0	0	1
پوئنٹ کاٹ:	0	1	0
صافی:	0	11	0
جمع پالش:	6	0	0
	6	11	0

نرخ: 25000

سونے کی قیمت:	24500
مزدوری:	300
کل رقم:	24800

اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہمیں بھی 5 رتی کا منافع ملا اور 300 روپے مزدوری کے کمائے۔

اب مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ ہماری پنجاب کے تاجروں کے ساتھ خرید وفروخت اور ہماری اپنی گاہک کے ساتھ خرید وفروخت کا یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح نہیں تو برائے مہربانی صحیح طریقے کی طرف رہنمائی فرمائے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ:

(الف)...... جن زیورات میں پونٹ (ملاوٹ) زیادہ ہو تو اس کو کم ظاہر کرنا یعنی اس کی حقیقت چھپانا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

" من كان يومن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواقف التهم والا حتراز عن الخيانة وعن شبهة الخيانة والتهمة انما يحصل ببيان مايجب بيانه فلا بد من بيان مايجب بيانه وما لا يجب " .

(بدائع الصنائع : ج٥ ، ص ٢٢٣ مكتبه ايچ ايم سعيد).

ردالمحتار میں ہے:

" لا يحل كتمان العيب فى مبيع اوثمن لان الغش حرام " . (ج ٤ ، ص ١٠٩).

لہٰذا پونٹ (ملاوٹ) کی مقدار درست بتا کر اتنی ہی مقدار میں کاٹ دی جائے۔ اور چونکہ زیورات بنانے میں ٹانکے اور فن کا استعمال ضروری ہوتا ہے اس لئے اس بدلے خالص سونا یا روپے لینا جائز ہے البتہ عام بازاری اصول ورواج کو چھوڑ کر ٹانکہ میں ضرورت سے زیادہ کھوٹ استعمال کرنا صحیح نہیں۔

باقی مزدوری کو جمع پالش کا نام دیکر "٦ رتی" فی تولہ کے حساب سے قیمت لینا دھوکہ اور غدر ہے اس میں غلط بیانی کی بجائے جائز صورت اختیار کی جائے...... جائز صورت یہ ہے کہ مزدوری مع پالش یا مزدوری سونے کی صورت میں چھ رتی فی تولہ کے حساب سے یا اس کی قیمت لے لی جائے۔ اور سوال نامہ میں علیحدہ سے مزدوری کا جو عنوان ہے، مثلاً مزدوری ٣٠٠ روپے وہ ہٹا کر چھ رتی میں مدغم کردی جائے یعنی چھ رتی کے بجائے ٧ رتی کردے......

(ب)...... جو زیورات پنجاب سے خریدے جاتے ہیں اگر خریدتے وقت نقدا نقدی یعنی ایک طرف سے پیسے اور دوسری طرف سے زیورات کی لین دین ہوجاتی ہے تو یہ بیع جائز ہے اس کے برعکس یعنی مجلس عقد میں نقدی لین دین نہ ہو تو یہ سود میں آئیگا۔ اسی طرح اگر خالص سونے کی عوض میں زیورات خریدی جارہی ہے تو اس میں برابری شرط ہے کمی زیادتی سود بن جائے گی۔

قال العلامة الكاسانىؒ :

" ولو اشترى ثوبا بالعشر دراهم رقمه اثنى عشرا فباعه مرابحة على الرقم بغير بيان جازاذا كان

الرقم معلوما والربح معلوما ولایکون خیانة لانه صادق لکن لا یقول اشتریته لانه یکون کاذبا فیه هذا فی تحت بیان المرابحه .... " . (بدائع الصنائع : ج ٥ ، ص ٢٢٣) .

وقال العلامة المرغینانی ؒ :

" المرابحة نقل مامِلکه بالعقد الاول بالثمن الاول مع زیادة ربح .... الخ ...... فهذا جائز......الهدایه " . (ج ٣ ، ص ٥٤) .

والله اعلم بالصواب

المجیب:

عظمت الله بنوی

دارالافتاء واداره تحقیقاتِ اسلامیه

جامعه عظمة المدارس العربیه بنون سٹی

محمد اختر جان غفرله

شیخ الحدیث جامعه المرکزالاسلامی پاکستان بنون

لقد اصاب المفتی فیما اجاب

خادم اسلاف عبدالرؤف

رئیس مفتی وشیخ الحدیث جامعه معراج العلوم بنون

الجواب الصحیح

مفتی محمد وسیم

رئیس مفتی وشیخ الحدیث جامعه نظام العلوم بنون

الجواب الصحیح

مولانا فتح القدیر

استادحدیث جامعه نظام العلوم

الجواب الصحیح

محمد اقبال حسین صابری

دارالافتاء والارشاد جامعه فاطمة الزهراء راولپنڈی

محمد ریاض عفی عنه

رئیس دارالافتاء جامعه تعلیم القرآن

راجه بازار راولپنڈی

مولانا شمس الحق عفی عنه

مدرس جامعه نظام العلوم

الجواب الصحیح

مفتی خان زمان

جامعه مرکز تنویر القرآن سرائے نورنگ

مفتی محمد عبدالله

استاذ الحدیث الجامعة الاسلامیه غوریواله

الجواب الصحیح

مفتی ظفریاب

مدرس جامعه نظام العلوم

بنده عبدالصمد شاه

ناظم تعلیمات جامعه المرکزالاسلامی بنون